مولانا اسحاق النبی خانصاحب علوی

- جناب مسعود النبی صاحب رامپوری -

اسحاق النبی خانصاحب، رامپور کے ایک قدیم و مشہور و معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے بزرگِ خاندان راوی پار کے مشہور عالم اور جامع منقول ملّا احمد ولائتی تھے جو ملّا برکت الٰہ آبادی اور ملا اعلم سندیلی کے شاگرد رشید تھے۔ ملا صاحب احمد شاہ کے حملے کے بعد لاہور آئے سندیلے اور الٰہ آباد میں بحرالعلوم کے تلامذہ سے تحصیل علم کی۔ پہلے عوث گدڑہ مظفر نگر میں رہے اور پھر رامپور آگئے۔ اور نہایت عزت اور امتیاز کے ساتھ یہیں زندگی گذار دی۔ چنانچہ بقول عبدالقادر چیف امرا کی محفلوں میں سب سے اونچی جگہ بیٹھتے تھے۔ اور جو چاہتے تھے کہتے تھے، اور کوئی ان کے سامنے زبان نہیں کھولتا تھا۔ علوم درسیہ میں کامل دستگاہ تھی - اور سب ہی مروجہ علوم کا درس دیتے تھے۔ منطق اور فلسفہ ان کے خاص مضمون تھے۔ جس کے وہ اپنے عہد میں سب سے بڑے ماہر سمجھے جاتے تھے، مفتی شرف الدین، مولوی سید رستم علی، مولوی عبدالقادر چیف اور مولوی ہدایت علی جیسے نامی علما ان کے شاگرد تھے۔ ملا صاحب کی صاحبزادی ان کے شاگرد مفتی شرف الدین کو عہد نواب احمد علی خاں میں قاضی القضاۃ تھے۔۔

منسوب تھیں۔ مولوی ظہور الحسن اور مولوی مظہر جمیل ان کے نامور فرزند تھے۔ ملا کا سلسلہ ہوشنگ آباد میں ابھی تک مقتدر خاندان کی حیثیت میں موجود ہے۔ ملا صاحب کے فرزند ملا اسحاق خان بھی رامپور کے مشاہیر علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ملا اسحاق خان کے خلف مولوی نورالغنی مرحوم مدرسہ عالیہ رامپور کے معروف اور اکابر اساتذہ میں تھے۔ اور پورا سلسلہ تلامذہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ مولانا ظہور الحسین مجددی مرحوم ان کے نامور شاگردوں میں تھے۔ علماء رامپور کا سلسلۂ تلمذ بالعموم ان بزرگوں کے واسطے سے بحرالعلوم تک پہنچتا ہے۔

اسحاق صاحب کی ولادت تربیت و تعلیم اور مطالعے کی وسعت

اسحاق صاحب ۱۵ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو پیدا ہوئے۔ عبدالغیور ان کا تاریخی نام تھا۔ باپ کے زیر سایہ آغوش مادری سے زیادہ دادی کی گود میں پرورش پائی۔ وہی ان کے ناز نخرے اٹھاتیں۔ کسے مجال تھی کہ ان کے سامنے کوئی اُن کے چہیتے پوتے کو آنکھ اُٹھا کر دیکھے، مارنا اور ڈانٹنا تو دور کی بات ہے، جب تک مرحومہ زندہ رہیں گھر میں انہیں کا طوطی بولتا رہا۔ اور اسحاق صاحب کو ان کی پناہ حاصل تھی۔ چنانچہ بڑے ناز و نعم سے اُنکی پرورش ہوئی، عمر کی تعلیمی منزل پر پہنچے تو گھر پر ہی ان کی تعلیم کی ابتداء ہوئی اور پھر ریاست کے ہائی اسکول (موجودہ حامد انٹر کالج) میں داخل کر دیئے گئے۔ چند سال ہائی اسکول میں رہے اور پھر ڈپٹی عبدالمجید خانصاحب ریاست کے ریونیو سیکریٹری کے ... پر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے اسکول میں داخل کر دیئے گئے۔ کچھ ...

... لیکن گھر کے ...

ی خشک اور ضابطوں میں بندھی ہوئی زندگی کیسے راس آتی۔ کچھ ہی دنوں
ہیں طبیعت اکتا گئی اور وہاں سے ایسے بھاگے کہ پھر ادھر کا رخ نہیں کیا۔۔۔
سحاق صاحب کی نویں دسویں جماعت تک ہی باضابطہ تعلیم تھی۔ امتحانات
[illegible] دوسری ان کے بس کی بات نہ تھی۔ گھر میں زمیندارہ تھا۔ امتحان
[illegible] کرنے کا مقصد تو نوکری کے لئے ہوتا ہے۔ اور دادی کے چہیتے پوتے
[illegible] نوکری کی کیا ضرورت پڑے گی۔ غرض اسحاق صاحب کی تعلیم چھٹ گئی۔
گھر کی سخت نگرانی کہ بغیر آدمی کے گھر سے باہر نکلنا ممنوع اور گھر میں خالی
[illegible] بیٹھے رہنا گویا تنہائی کی قید تھی۔ باپ کی دیکھا دیکھی کتابیں دیکھنے کا
[illegible] کیا۔ اموی دور تک کی مسلم تاریخ والد صاحب کا دلچسپ مشغلہ تھا۔
[illegible] میں گھر اور باہر اسی عہد کے واقعات اور اہم تاریخی حوادث
[illegible] ان کا شوق تھا۔ چنانچہ اس عہد کی تاریخ اور اہم حوادث سے تعارف
[illegible] میں ہی ہو گیا تھا۔ یہی تعارف آگے چل کر ان کے مطالعہ
[illegible] بنا۔ اسحٰق صاحب نہایت ذہین قوی الحافظہ اور مطالعہ کے
[illegible] جنہوں نے ان کی کمی تعلیم کی تلافی کر دی۔ باپ کا مطالعہ فارسی
[illegible] عربی تواریخ کے اردو تراجم تک محدود تھا۔ لیکن بیٹے نے اپنی
[illegible] کے بر پوچھ گچھ اور اردو کی عربی صرف و نحو کی کتابوں
[illegible] استعداد بہم پہنچائی کہ عربی کی تاریخی کتابیں براہ راست
[illegible] سے پورا فائدہ اٹھانے لگے۔

[illegible] صاحب کی انگریزی تعلیم اگرچہ نویں دسویں جماعت سے آگے
[illegible] مطالعہ سے اتنی لیاقت خود بخود پیدا کر لی کہ وہ تاریخ اسلام
[illegible] لگے مستند [illegible]

اسلامیات سے دلچسپی کی ابتدائی وجہ اسلام اور اس کے متعلقات پر کھلے ڈھکے اعتراضات کرنا تھی، اسحاق صاحب نے جب ان کی تصانیف کا مطالعہ کیا تو ان کی اسلامی عصبیت نے انہیں بائیبل اور قرآن کے تقابلی مطالعہ پر متوجہ کیا۔ بائیبلیات کے تحقیقی مطالعے کے لئے بائیبل و نینوا اور عصر قدیم کی تاریخ واساطیر سے واقفیت از بس ضروری ہے۔ چنانچہ ان کا بائیبلیات کا مطالعہ ایک طرح سے سبب بن گیا، تہذیب کے ان معماروں اول قوموں سے واقفیت کا۔ مستشرقین کے احادیث پر مطاعن نے انہیں احادیث کی طرف متوجہ کیا۔ اسحاق صاحب کی طبیعت میں اپج اور تحقیق کا مادہ قدرتی تھا سیرتِ نبوی کے مشہور اور معروف واقعات میں سنین و شہور اور ایام کا اختلاف، جن کی بنا پر مستشرقین واقعاتِ سیرت کو افسانوی روایتیں کہنے سے بھی نہیں جھجکتے تھے۔ اسحاق صاحب کی رگ حمیت کو جھنجوڑ کر رکھدیا، انہوں عالمی تقادیم و توقینیات کا مطالعہ کیا۔ اور ان کی طباعی اور دقیقہ رسی نے توافق کی راہ ڈھونڈ نکالی۔ قرآنی واقعات کی دوسرے حوالوں سے تائیدیں نکالیں اور اپنے قرآن کے نسخے پر نہایت قیمتی نوٹ لکھے۔ اور ملک کے علمی رسائل میں قرآن کے بیان کئے ہوئے تاریخی واقعات کی تائید میں مضامین لکھے جن کو ملک کے علما نے خراج تحسین پیش کیا۔ فی الوقت نمونہ چند رائیں پیش کرتا ہوں جو ان کے بعض مقالات کے سلسلہ میں سامنے ہیں، اور نہ معلوم کتنی مزید رائیں ہیں جو ان کے مسودات کی تہوں میں چھپی ہوئی ہیں تا ملک کے علمی رسالوں اور مقالوں میں بکھری پڑی ہیں۔ حیدرآباد کا مشہور انگریزی ماہنامہ اسلامک کلچر، ۱۹۴۶ء کے اپریل کے اشاعت میں صفحہ ۲۰۳ پر لکھتا ہے:-

" برہان اسلامیات سے متعلق مختلف موضوعات پر مقالات شائع

کرنے میں یوں تو اپنے معیار کو برابر قائم رکھتا ہے۔ لیکن ان مضامین میں مولوی اسحاق النبی خان علوی کا مقالہ بڑے پائے کی قدر و منزلت کا حامل ہے اس عالمانہ مقالے کا عنوان "حضرت ہارون اور گوسالہ پرستی" ہے۔ یہ توریت کی کتاب خروج کے تیتسویں باب کی تشریح سے متعلق ہے۔ مولانا نے یہودی حوالوں سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ قصے کا قرآنی بیان جس پر عدم صحت کا الزام لگایا جاتا ہے۔ الزام لگانے والوں کی جہالت ہے۔ مقالہ سے جس تبحر علمی اور یہودی آسمانی کتابوں سے جس وسیع واقفیت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ دیکھنے کی چیز ہے۔"

" برہان مئی ۱۹۶۳ء کے شمارے میں جس سے اسحٰق صاحب کے واقعات سیرت نبوی میں توقیتی تضاد اور اس کا حل" کی قسطیں شائع ہونا شروع ہوئی ہیں۔ مرتب مولانا سعید احمد اکبرآبادی مرحوم نے تمہیدی نوٹ لکھا ہے۔

> " فاضل مقالہ نگار ایک گوشہ نشین و خاموش مگر بلند پایہ صاحب علم و تحقیق ہیں۔ عرصہ ہوا جب موصوف کا ایک مقالہ "حضرت ہارون اور گوسالہ پرستی" کے عنوان سے برہان میں شائع ہوا تھا جس کا علمی حلقوں میں بڑا چرچا ہوا اور مولانا گیلانی نے اسے پڑھ کر لکھا تھا کہ " یہ ایک مضمون ہی "برہان" کی بقائے دوام کا ضامن ہے " آج موصوف ہماری بار بار کی درخواست پر پھر برہان کی بزم میں آرہے ہیں۔ اس مقالے کو پڑھ کر ارباب علم و نظر محسوس کریں گے کہ یہ بلند پایہ تحقیقی مقالہ پوری تاریخ اسلام میں ایک بالکل نئی مگر نہایت اہم

اور بنیادی بحث پر مشتمل ہے۔ جسے فاضل موصوف نے بڑی خوبی اور کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا ہے"۔

مولانا عبدالماجد دریابادی نے اپنے خط میں اس طرح خراج تحسین دیا ہے:-

"جس قدر تعب و مشقت اٹھا کر آپ نے تفصیل، تحقیق کی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے"

صدق جدید میں ۲۹ جنوری ۱۹۶۵ء کے شمارے میں زیادہ تفصیل سے لکھتے ہیں۔

"سیرت نبوی کے واقعات میں موسم و تاریخ اور دن کے اختلافات نے طلبۂ فن کے دل و دماغ میں ہمیشہ سے ایک الجھن رکھی ہے۔ مستشرقین اور خود ہمارے ہاں کے علمائے تاریخ نے بڑا زور لگایا لیکن یہ گتھی اس طرح نہ کھل سکی جو اس کے کھلنے کا حق تھا۔ ہر چیز کا ایک وقت مقدر و مقرر ہوتا ہے اور یہ حقیقت متقدمین کے فضل و شرف اور فخر کو ہرگز چھین لینے والی نہیں کہ بہت سے معاملات میں متاخرین اُن سے بازی لے گئے۔ قدرت کی طرف سے اس اہم توقیتی اختلاف و تضاد کا حل چودھویں صدی ہجری کے رُبع آخر کے لئے انتظار کھا تھا۔ معاصر ماہنامہ برہان کے ایک فاضل مقالہ نگار مولانا اسحق النبی رامپوری نے سالہا سال کی فکر و کاوش کے بعد ایک بڑا طویل مقالہ کئی نمبروں میں لکھ کر اس پتھر کو پانی کر دیا۔ اور بحمداللہ تطبیق کی راہ پوری طرح کھول دی ہے۔ مقالہ نگار کے بعد خود برہان بھی اس گہری تحقیقات کی اشاعت پر مبارکباد کا مستحق ہے اور مقالہ اس قابل ہے کہ اس کا ترجمہ کم سے کم دو زبانوں عربی و انگریزی میں ہو کر عالم اسلامی کے

[illegible] کی

[illegible]

[illegible] وہ میرے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] شروع تھا نہایت نیک نفس اور

[illegible] کے لئے بھائی صاحب مرحوم کو انہیں [illegible]

[illegible] کے چچا [illegible]

[illegible] بھائی صاحب [illegible]

[illegible] اور دوسرا [illegible]

کے [illegible] ہو گئے لیکن آخر [illegible] ہو گئے

[illegible] اکثر [illegible]

اور [illegible]

[illegible] صاحب کے ساتھ

رامپور کی سیاست میں [illegible] کی حیثیت [illegible] ۔ [illegible]

اپنی اسحاق صاحب سیاسی دلچسپیوں کے باعث میونسپلٹی کے دوسرے انتخاب میں ممبر
کے لئے انتخاب لڑا اور میونسپلٹی کے ممبر منتخب ہو گئے پھر میونسپلٹی کے
انتخاب سے رامپور کی لیجسلیٹو کیبنٹ کے ممبر منتخب ہوئے۔ ۱۹۴۹ء کی
سے ۱۹۴۷ء کے ہنگامے کے بعد وہ پھر عوامی مسائل سے الگ ہو کر مطالعہ
اور تسوید مقالات میں مصروف ہو گئے۔ گویا ان کی زندگی کا یہ ہنگامی دور
تھا اور گذر گیا۔

صولت علی خاں صاحب کو ایک عمر کو پہنچ لے اور مرحوم عرشی صاحب نے
اپنی کتابوں کے ساتھ لائبریری کے قیام پر آمادہ کر لیا۔ اور شہر میں کتابوں
کے جمع کرنے اور عطیات حاصل کرنے کی جدوجہد شروع ہوئی تو اسحاق
صاحب بھی اس جدوجہد میں شامل ہو گئے اور خود بھی اپنی کتابوں کا ذخیرہ
ذخیرہ لائبریری کے سپرد کر دیا اور اسی طرح وہ اس کے بنیادی ممبر ہو گئے
لیکن اپنی گوشہ نشینی کی بنا پر اس کی عاملہ یا انتظامیہ سے ہمیشہ کنارہ کش رکھا۔
۱۹۵۰ء کی بات ہے کہ مولانا عبدالوہاب خاں صاحب کے انتقال کے بعد اسحاق
صاحب لائبریری کی صدارت کے لئے منتخب ہوئے۔ اور چار سال تک نہایت
دیانتداری، تندہی اور انتھک کوششوں سے عہدہ کی ذمہ داریوں کو
پورا کیا۔ ریاست کے انضمام سے پہلے مولانا عبدالوہاب صاحب کی کوششوں
سے برائے نام کرائے پر ۹۰ سال کے لئے ریاست نے تحصیل کی عمارت کا لائبریری
کے نام پٹہ کر دیا تھا۔ اسحاق صاحب نے اپنے زمانہ صدارت میں وفود لے جا کر اور
سفارشیں حاصل کر کے لائبریری کے لئے عمارت کا مستقل پروانۂ ملکیت حاصل
کیا اور اس کے لئے مختلف قسم کی سرکاری امدادیں حاصل کیں اور چندہ وغیرہ

…سرمایۂ محفوظ کے طور پر ایک بڑی رقم جو ۴۸،۰۰ ہزار تک پہنچی تھی بینک
…جمع کر دی جس کو کچھ دن میں ایک تک پہنچنا تھا جو غالباً پہنچ چکی ہوگی۔

…حاق صاحب کی پاشکستگی

…اسحاق صاحب پانی بھول تو شروع سے تھے، عمر کی ترقی نے اور بھی کمزور
…یا تھا۔ جنوری سنہ ۱۹۸۱ء کی بات ہے کہ پرانے ڈاکخانہ کے پاس سائیکلوں
…رکشاؤں کی جھپٹ میں آکر گر پڑے اور راہ گیروں کی مدد سے قریب ہی
…و پہنچا دیئے گئے کولہے کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی، علاج ہوا اور پاؤں کھینچ کر
…سٹر کر دی گئی۔ خدا کی قدرت ہی تھی کہ اس عمر میں ہڈی جڑ گئی اور اسحاق
…احب بغیر لنگ کے چلنے پھرنے کے لائق ہوگئے اور کوئی شکایت سوائے عام
…ضعف کے نہیں رہی اور مطالعہ کتب اور مقالوں کے لئے مواد جمع کرنا اور
…لکھنا شروع کر دیا۔ اب وہ زندگی کے محدود معمولات میں دلچسپی لینے
لگے، زکام، نزلہ، قبض اور اسہال ان کے عام مرض آتے رہے جاتے رہے۔
…سال ہوگئی۔

فروری سنہ ۱۹۸۲ء میں اچانک گھر میں ہی چکر آیا اور گر پڑے، اب ہڈی
دوسری طرف ٹوٹ گئی۔ ہڈی اگرچہ جڑ گئی لیکن اب چلنے پھرنے سے بالکل
معذور ہو کر صاحب فراش بلکہ صاحب تخت ہوگئے، غیر معمولی ثقل سماعت
ہوگیا۔ دوسروں کو بات کرنی دشوار ہوگئی، خدا خدا کر کے آہستہ آہستہ
قضائے حوائج کے دوسروں کے سہارے قدم بڑھانے لگے، اور تخت
سے کرسی پر اور پھر صحن میں کسی کو پکڑ کر ٹہلنے لگے۔ احباب و اقربا سے
ملاقات بھی گھر کے اندر ہی ہوتی تھی۔ صحت مستقل طور پر خراب ہو چکی

تھی ہفتے دو ہفتے بعد ڈاکٹر کو بلانے کی ضرورت پڑنے لگی۔ دواؤں کے ہمیشہ سے شوقین تھے۔ اکثر استعمال میں آنے والی ڈاکٹری دواؤں سے واقفیت تھی۔ معمولی شکایت پر ڈاکٹر کے مشورے سے، بے مشورے بلکہ کبھی کبھی خلاف مشورہ بھی مختلف قسم کی دوائیں استعمال کرتے رہے، گھر والے منع کرتے لیکن وہ کسی کی نہیں سنتے تھے۔

آخری علالت اور وفات

موت سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے انفلوئنزا ہوا۔ بخار ۱۰۴٫۳ درجے تک پہنچ گیا۔ علاج ہوا بخار جاتا رہا۔ ایک تو عمر کا ضعف پھر مسلسل بیماریوں کے حملے کمزور ساخت طبیعت اس حملے کو برداشت نہ کرسکی۔ بخار اگرچہ زود اثر اور تیز ڈاکٹری دواؤں سے اتر گیا لیکن اس سخت حملے کا اثر نہ گیا۔ بلڈ پریشر بڑھ گیا، قبض ہونے لگا، ڈاکٹروں نے دیکھا وہ خطرے کو بھانپ گئے تاہم دوائیں تجویز کیں لیکن خلاف مزاج نہ صرف یہ کہ دوائیں چھوڑ دیں بلکہ تین دن غذا بھی نہیں کھائی ہوش و حواس بالکل صحیح تھے۔ ۲۹ اگست کو گھر والوں نے غذا پہ اصرار کیا اور آخر میں یہ کہنا پڑا کہ آپ کے نہ کھانے کی وجہ سے سارا فاقہ ہے یہ سنکر خود کھانے کا وعدہ کرکے سب کو اپنے سامنے کھلایا۔ سب کے بعد اپنے ہاتھ سے دلیہ کا چمچہ بھر منہ میں ڈالا، سانس اکھڑی، اکھڑی دلیہ حلق سے نیچے نہیں اترا اور داڑھی سے دلیہ صاف کرتے ہی کرتے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۳۰ اگست کو عصر کے بعد تکیہ چھپا شاہ میں اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ تقریباً ۸۴ سال دنیا میں نیک دل مسلمان بن کر گزارے۔ خدا ان کی ارادی اور غیر ارادی لغزشوں کو معاف کرے اور انہیں آغوش رحمت میں جگہ دے۔

ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

اسحاق صاحب کے اطوار اور اخلاق و عادات

اسحاق صاحب متوسط قد اور چھریرے بدن کے تھے۔ کتابی چہرہ، تیکھے خطوط، خوش رُو اور خوش وضع تھے۔ خوش پوشاک اور خوش ذوق تھے۔ شیروانی اور پرانی علی گڑھ طرز کا چوڑے پائنچوں کا پاجامہ پہنتے تھے۔ مخملیں جامہ کیپ پھر کھدر کی گاندھی بلکہ اسمبلی ٹوپی اوڑھ اور آخر میں ہیٹ سر پر پہننے لگے تھے۔ داڑھی مونچھیں صاف رکھتے تھے لیکن ۲۱/۲۲ برس سے داڑھی مونچھیں رکھ لی تھیں۔ اور یہ بھی اُن پر اچھی معلوم ہوتی تھیں۔

ملنسار، نرم مزاج، حلیم الطبع، اور عصبی المزاج ہونے کے باوجود بہت متحمل تھے، صلح جو اور بے ضرر تھے۔ کثیر الاحباب اور با اخلاق تھے، چھوٹے بڑوں سے خندہ پیشانی سے اور مرتبے کے مطابق احترام اور شفقت سے ملتے تھے، علمی انداز بیان تو ژولیدہ ہلکی ہکلاہٹ لئے ہوئے تھا، کبھی کبھی تسلسل بھی جاتا رہتا تھا۔ لیکن تحریر ان عیوب سے پاک اور سلجھی ہوئی مدلل ہوتی تھی۔

اہل و عیال :-

۱۶، ۱۷ سال کی عمر میں ان کی شادی رامپور کے مشہور تاجر اور بڑے زمیندار مہدی علیخاں صاحب کی صاحبزادی، نوکلا بیگم سے ہوئی۔ جن کی عمر ۱۲ سال کی تھی، ان کے بطن سے اسحاق صاحب مرحوم کے اس وقت تین لڑکے اور چار لڑکیاں حیات ہیں۔ عائشہ بیگم، مسعود النبی، اسماء بیگم، محمود النبی، اخلاق النبی، صفیہ بیگم اور امینہ بیگم۔

اسحاق صاحب کے معنوی اخلاف

یوں تو اسحاق صاحب کی بائیبلیات سے متعلق قرآنی قصص کی تائید میں متعدد نگارشیں ہیں جو برہان وغیرہ میں چھپ چکی ہیں۔ اور بہت سی مسودات کی شکل میں ان کے فائلوں میں دفن ہیں۔ لیکن انکا نہایت اہم تاریخی کارنامہ "رفع التضاد عن ہدی خیر العباد" ہے جو مسلسل قسطوں میں دلی کے مشہور علمی ماہنامہ برہان میں شائع ہوا ہے۔ اور جس کو برہان سے نقل کرکے پاکستان کے رسالہ "نقوش" نے اپنے رسول نمبر میں یکجائی شائع کرایا ہے یہ سلسلہ اسحاق صاحب کی ذکاوت، وسعت مطالعہ اور دقت نظر کا شاہکار ہے اور عالمی اہمیت رکھتا ہے: اس کی کئی قسطوں کا عربی ترجمہ لکھنؤ کے عربی ماہنامہ "البعث الاسلامی" میں شائع ہوا ہے۔ افسوس کہ یہ ابھی تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہو سکا۔ اور اس میں مرحوم اسحاق صاحب کے مزید مواد جمع کرنے کی کوششوں کو دخل رہا ہے۔ یہ مزید مواد بھی کئی سو صفحوں پر مشتمل ہے۔ اب اس کے مزید مواد کو جا بجا اصل مطبوعہ میں شامل کرنا بہت بڑا کام ہے۔ دعا ہے کہ خدا غیب سے اس کے لئے کوئی ایسا سامان کر دے کہ وہ مواد اصل میں شامل ہو کر شائع ہو جائے۔

قرآن اور بائیبلیات اور دوسرے حوالوں کے ساتھ تقابلی نوٹ ہیں جو اپنی جگہ بہت بیش قیمت مواد پر مشتمل ہیں۔ اور ان کے قرآن مجید کے نسخے کے حواشی اور بین الصفحاتی زائد صفحوں پر تحریریں ہیں۔ جو انگریزی، اردو اور عربی اقتباسوں پر مشتمل ہیں۔ اور یہ بڑی علمی خدمت ہوگی کہ ان کو سلیقے سے کتابی شکل میں منتقل کر دیا جائے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے مسودہ ہیں جن کی تنقیح، انتخاب اور تحقیق کے بعد اشاعت کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ کون کرے

اس کے لئے بڑی ... ضرورت ہے اور کسی صاحب علم مرتب کی بھی شاید کوئی بندۂ خدا غیب سے نکل آئے اور ان کے کاموں کی جمع اور ترتیب میں دلچسپی لے۔ علاوہ ازیں ان کے متروکات میں، اردو عربی، فارسی، اور انگریزی کتابیں ہیں جو اپنی جگہ بڑی قیمتی ہیں اور ان سب مضامین سے تعلق رکھتی ہیں۔ جو اسحاق صاحب کے موضوعات مطالعہ و تحقیق رہے ہیں خدا اُن سے فائدہ اٹھانے اور محفوظ رکھنے کی ان کے اخلاف کو توفیق دے۔ آمین۔

(ختم شد)